10- سُوْرَةُ يُوْنُس

آیات : 109 ...... مَكِّيَّة ...... پیراگراف : 8
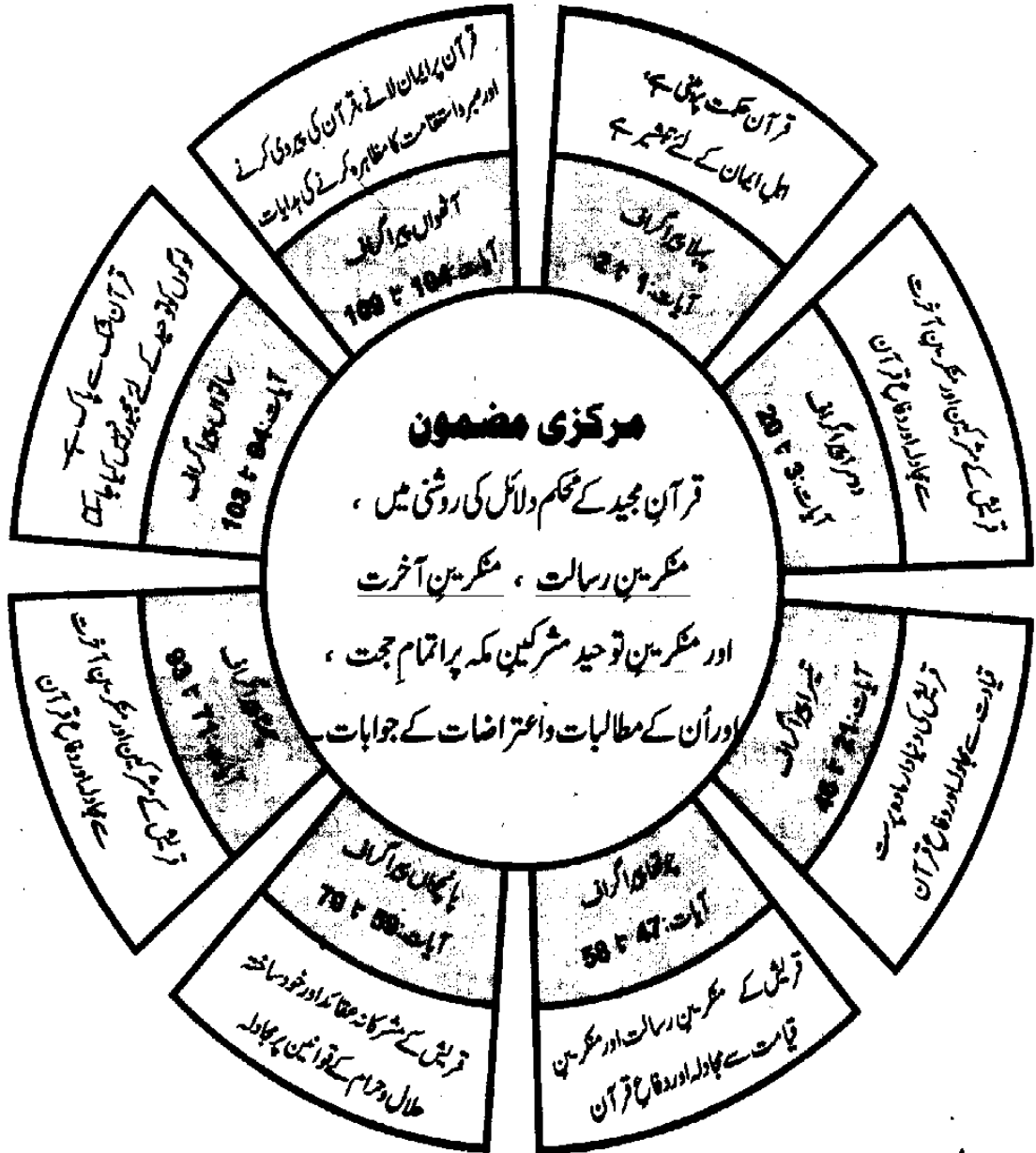
زمانۂ نزول:

سورت ﴿یُونس﴾، رسول اللہ ﷺ کے قیامِ مکہ کے چوتھے اور آخری دور (11 تا 13 نبوی) کے وسط میں غالباً 12 نبوی میں سورت ﴿ھُود﴾ کے ساتھ نازل ہوئی۔

سورت ﴿یُونس﴾ کی آیات 37، 94 اور 104 میں اور اگلی سورت ﴿ھود﴾ کی آیات 62 اور 110 دونوں میں قرآن کی دعوت پر مشرکین کی طرف سے شک وریب کے اظہار کے علاوہ ، رسول اللہ ﷺ پر ساحری اور افتریٰ کے الزامات ملتے ہیں۔

سُورۃ یُونس کا کتابی ربط

1- پچھلی سورت ﴿ التوبه ﴾ میں جہاد کا ذکر تھا۔ یہاں سورۃ ﴿یونس﴾ میں بتایا گیا ہے کہ جہاد سے پہلے اتمامِ حجت یعنی محکم دلائل کے ساتھ دعوتِ توحید اور مجادلۂ حسنہ ضروری ہے۔

2- سورت ﴿ یُونس ﴾ میں منکرینِ توحید، منکرینِ رسالت اور منکرینِ آخرت کے خلاف اِتمامِ حجت ہے۔
اگلی سورت ﴿ ھود ﴾ میں اتمامِ حجت کے بعد توبہ اور استغفار کی دعوت دی گئی ہے۔ دعوت کو مسترد کرنے کی صورت میں ہلاکت کی دھمکی ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- سورت یونس میں ﴿ قرآن ﴾ کا تفصیلی تعارف کرایا گیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے، مؤمنین کے لیے رحمت ہے ، کلام برحق ہے۔

(a) قرآن مخلوق ﴿ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ کا گھڑا ہوا کلام نہیں، بلکہ اللہ ﴿ رب العالمین ﴾ کا کلام ہے اور تورات و انجیل کی تصدیق میں ہے۔

﴿ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَارَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (آیت:37)۔

(b) قرآن ایک ایسی نصیحت ہے، جو سینوں کے اَمراض کے لیے شفا اور ایمان لانے والوں کے لیے رحمت ہے۔

﴿ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ (آیت:57)۔

(c) قرآن اللہ کا کلام برحق ہے، جس طرح پچھلے پیغمبروں پر وحی کی گئی تھی۔ شک کرنے والے لوگوں کو اہلِ کتاب کے علماء سے پوچھنا چاہیے۔

﴿ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ ، فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴾ (آیت:94)۔

(d) قرآن رب کی طرف سے حق ہے، اب لوگوں کو آزادی حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو قبول کرلیں، یا مسترد کردیں۔

﴿ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ﴾ (آیت:108)

2- سورت یونس میں ﴿ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ﴾ کے الفاظ سے ﴿ رَبّ ﴾ کا صحیح صحیح تعارف کرایا گیا۔

مشرکینِ مکہ اللہ تعالیٰ کو ﴿ خالق ﴾ اور ﴿ رب ﴾ تسلیم کرتے تھے، لیکن اس کی عبادت و اِطاعت ، اس کی

﴿الوہیت﴾ اور اس کی ﴿حاکیت وتشریع﴾ میں شرک کیا کرتے تھے۔

(a) مشرکین سے مجادلہ کیا گیا کہ تمہارا رب وہی ہے، جو زمین آسمان کا خالق ہے، ﴿مُدَبِّر﴾ ہے، اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرسکتا ، اس لیے اسی ﴿رب﴾ کی ﴿عبادت﴾ کرنی چاہیے۔

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ، اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ؟﴾ (آیت:3)۔

(b) مشرکین سے مجادلہ کیا گیا کہ تمہارا رب وہی ہے، جو زمین سے لے کر آسمان تک رزق فراہم کرتا ہے، سماعت و بصارت عطا کرتا ہے، مردہ چیزوں میں سے زندہ چیزیں اور زندہ چیزوں میں سے مردہ چیزیں پیدا کرتا ہے، ﴿مُدَبِّر﴾ ہے۔

﴿قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؟ اَمَّنْ یَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ ؟ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ؟ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ؟ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ، فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ، فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ؟ o فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ، فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ؟ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ؟﴾ (آیت:32)۔

3- سورۂ یونس میں منکرینِ آخرت سے مناظرہ ہے۔ ﴿لِقَاء﴾ یعنی ملاقاتِ ربّ کا لفظ بھی کئی بار استعمال ہوا ہے۔

(a) دنیا میں مشغول ومنہمک لوگ، ﴿لِقَاء﴾ یعنی آخرت کی ملاقاتِ رب کی اُمید نہیں رکھتے اور قرآنی دلائل سے غافل رہنا چاہتے ہیں۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا، وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا ، وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ﴾ (آیت:7)

(b) دنیا پرست ضدی ﴿لِقَاء﴾ یعنی آخرت کی ملاقاتِ رب کی اُمید نہ رکھنے والے اپنی طغیانی اور سرکشی میں چھوڑ دیے جاتے ہیں۔

﴿فَنَذَرُ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ﴾ (آیت:11)۔

(c) ﴿لِقَاء﴾ یعنی ملاقاتِ رب کی اُمید نہ رکھنے والے، قرآن کی آیاتِ بینات سن کر (Ammend it or Replace it) دوسرے قرآن کا مطالبہ کرتے ہیں، یا قرآن میں تبدیلی کا مطالبہ کرتے ہیں (کیونکہ یہ قرآن ان دنیاداروں کے مفادات پر چوٹ لگاتا ہے)۔ ﴿وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیَاتُنَا بَیِّنٰتٍ، قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَیْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ﴾ (آیت:15)۔

(d) ﴿لِقَاء﴾ یعنی ملاقاتِ رب کی اُمید نہ رکھنے والے ، روزِ قیامت خسارے میں رہیں گے۔

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾ (آیت:45)۔

4- سورت یونس میں دلائل و براہین (Evidences) کے لیے ﴿آیات﴾ کا لفظ بار بار استعمال کیا گیا ہے۔

(a) چاند اور سورج کی نپی تلی گردش ، بے مقصد نہیں ہے ، بلکہ با مقصد ہے۔ مقصود روشنی فراہم کرنا بھی ہے اور انسانوں کو جنتری (کیلنڈر) بھی دینا ہے ، تاکہ لوگ زمانے اور وقت کا حساب کتاب رکھ سکیں۔ علم رکھنے والوں کے لیے اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت ، ربوبیت اور حکمت کے دلائل ہیں۔

﴿هُوَ الَّذِىْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ﴾ (آیت:5)

(b) رات دن کے اختلاف میں اور زمین و آسمان کی تخلیق میں بچ بچ کر زندگی گزارنے والوں کے لیے عبرت کا سامان ﴿آیات﴾ موجود ہیں ، کیونکہ چاند اور سورج اپنی اپنی حد میں رہ کر اللہ کے احکامات کی پیروی کررہے ہیں۔

﴿اِنَّ فِىْ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ﴾ (آیت:6)

(c) ظالم اور مکار لوگ اللہ کی ﴿آیات﴾ میں مکروفریب سے کام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قانونِ ہلاکتِ اقوام یہ ہے کہ وہ پہلے دکھ کے امتحان میں مبتلا کرتا ہے ، پھر سکھ کے امتحان میں۔ ظالم و مکار ان دونوں امتحانوں میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ اپنی چال چلتا ہے ، اس کے فرشتے ان کے مکروفریب کو ان کے اعمال ناموں میں درج کرتے رہتے ہیں۔ ﴿وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِىْٓ اٰيَاتِنَا ۚ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ۚ اِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ﴾ (آیت:21)۔

(d) غوروفکر کرنے والوں کے لیے دنیا کے قانونِ جزا و سزا میں ، آخرت کے قانونِ جزا و سزا (جنت و دوزخ) کی دلیل ﴿آیت﴾ موجود ہے۔ بارش سے اللہ تعالیٰ زمین کو سرسبز و شاداب کرکے رزق فراہم کرتا ہے ، لیکن کبھی اچانک ناگہانی آفت سے فصلیں تباہ کردی جاتی ہیں۔

﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ۗ حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَآ ۙ اَتٰىهَآ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ۗ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ (آیت:24)۔

(e) اللہ نے اس کرۂ ارض کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اور انسانوں کو نیند کے ذریعے سکون پہنچانے کے لیے رات بنائی ہے

اور پودوں کی نشوونما اور کاروبارِ حیات کے لیے دن تخلیق کیا ہے۔غرض چاند سورج کی گردش میں اللہ کی قدرت، ربوبیت اور حکمت کی دلیلیں ﴿آیات﴾ موجود ہیں۔

﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ﴾ (آیت:67)۔

5- سورت یونس میں ، مکے کی فرعونی مشرک قیادت کا ﴿عُلُوّ﴾ اور کبریائی کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔

(a) فرعون ایک ظالم ڈکٹیٹر تھا۔زمین پر ﴿عُلُوّ﴾ اور کبریائی کا دعویٰ اور مظاہرہ کرتا تھا۔اختیارات کے استعمال میں اسراف اور تجاوز سے کام لیتا تھا۔فرعون اور اس کے فوجی کمانڈروں کی دہشت عوام پر اس قدر تھی کہ صرف چند لوگ ہی حضرات موسیٰؑ وہارونؑ پر ایمان لے آئے تھے۔

﴿فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّیَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ یَّفْتِنَهُمْ ، وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِیْنَ﴾ (آیت:83)۔

(b) فرعون نہ صرف ظالم ڈکٹیٹر تھا ، بلکہ کئی خداؤں کو ماننے والا مشرک بھی تھا اور آباؤاجداد کے رسم ورواج پر سختی سے کاربند تھا۔فرعون اور اس کے کمانڈروں نے حضرت موسیٰؑ وہارونؑ سے صاف کہہ دیا کہ ہم آپ دونوں پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔آپ دونوں ہمیں آبائی رسم ورواج سے ہٹانا چاہتے ہیں اور زمین پر اپنی بڑائی اور کبریائی ﴿عُلُوّ﴾ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

﴿قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ، وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ فِی الْاَرْضِ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ﴾ (آیت:78)۔

6- سورت یونس میں مجرم مشرکین مکہ کو تاریخی دلائل سے سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ﴿مجرمین﴾ کو کسی بھی وقت ہلاک کر سکتا ہے۔

(a) تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے رسولوں کی واضح تعلیمات پر ایمان نہ لانے والی ظالم و مجرم قوموں کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔

﴿وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ، وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ، وَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْقَوْمَ الْمُجْرِمِیْنَ﴾ (آیت:13)۔

(b) مجرم مشرکین کو خبردار کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب کسی بھی وقت صبح وشام نازل ہو سکتا ہے۔انہیں غوروفکر سے کام لینا چاہیے۔﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَیَاتًا اَوْ نَهَارًا ، مَّاذَا یَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ؟﴾ (آیت:50)۔

سورۃ یونس کا نظمِ جلی

سورۂ ﴿یونس﴾ آٹھ (8) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

اس سورۃ کا ہر پیراگراف مشرکین کے عقائد کے خلاف ایک بحث پر مشتمل ہے۔ ہر پیراگراف میں، قرآن کی دعوتِ توحید، دعوتِ رسالت اور دعوتِ آخرت کی حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ اس سورت کا آغاز اور اختتام بھی قرآن پر ہوتا ہے۔

1- آیات 1 تا 2 : پہلے پیراگراف یعنی ابتدائی دو آیات میں قرآن کا تعارف ہے۔

سب سے پہلے بتایا گیا کہ قرآن کتابِ حکیم ہے، جو قریش ہی کے ایک انسان حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے، تاکہ ایمان لانے والوں کے لیے خوشخبری ہو اور کافروں کے لیے تنبیہ ہو۔ اس کے بعد کافروں کے اس الزام کا ذکر ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو ﴿ساحر﴾ یعنی جادوگر قرار دیا۔

2- آیات 3 تا 20 : دوسرے پیراگراف میں، قریش کے عقیدۂ شرک اور عقیدۂ آخرت کی تردید کر کے وضاحت کی گئی کہ قرآن کو نہ تو بدلا جا سکتا ہے اور نہ اس میں کسی قسم کی ترمیم کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور ربوبیت کے دلائل دیے گئے کہ وہ اختیار رکھنے والا ﴿مدبر﴾ ہے، اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفیع نہیں ہو سکتا، اس لیے اسی کو ﴿رب﴾ مان کر اسی کی ﴿عبادت﴾ کرنی چاہیے۔ وہی قیامت برپا کرے گا، تاکہ عدل کے مطابق جزا اور سزا دی جا سکے۔ وہی سورج اور چاند کا خالق ہے۔ اس نے ایک خاص مقصد کے تحت یہ دنیا تخلیق کی ہے اسی لیے اسی کا تقویٰ اختیار کرنا چاہیے۔ خالص دنیا دار لوگ، جو آخرت کے منکر ہیں، محمد ﷺ اور قرآن کی اس دعوت کو مسترد کر دیتے ہیں۔ یہ غافل ہیں اور اپنی سرکشی میں طاق ہیں۔ ان ﴿مسرفین﴾ کے لیے دنیا خوشنما بنا دی گئی ہے، لیکن ان ﴿مجرمین﴾ کو تاریخِ ہلاکتِ اقوام سے سبق لینا چاہیے کہ ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ دوسری قوموں کو ﴿خلیفہ﴾ بنا دیتا ہے۔

منکرینِ آخرت رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ خالص توحید کی دعوت دینے والے قرآن کو یا تو بدل دیجیے یا پھر اس قرآن میں ترمیم کر لیجیے۔ اس مطالبہ کا جواب دیا گیا کہ قرآن کو بدلنے کا اختیار رسول اللہ ﷺ کو نہیں ہے، اللہ پر جھوٹ نہیں باندھا جا سکتا۔

مشرکین کے عقیدۂ شفاعت کی نفی کی گئی اور حسی معجزات کے مطالبے پر قرآنی معجزے پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔

3- آیات 21 تا 46 : تیسرے پیراگراف میں، قریش کی دنیادار مادہ پرست قیادت سے مجادلہ اور قرآن کے بارے میں چیلنج ہے کہ اس طرح کی ایک سورت بھی ﴿ مِن دُونِ اللّٰہ ﴾ سامنے نہیں لا سکتے۔

انسان کی ناشکری اور اللہ کی زمین پر بغاوت ﴿ یَبغُونَ فِی الاَرضِ ﴾ اور خود اپنے نفس کے خلاف بغاوت ﴿ بَغیُکُم عَلٰی اَنفُسِکُم ﴾ پر گرفت کی گئی کہ اُسے آخرت کا خوف اختیار کرنا چاہیے۔ دنیا کی زندگی کو ایک خوبصورت تمثیل سے سمجھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کو ﴿ دارالسلام ﴾ یعنی جنت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ ﴿ أَصحابُ الجَنَّۃ ﴾ میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا ﴿ أصحابُ النَّار ﴾ میں۔ پھر احوالِ قیامت سے ڈرایا گیا۔

توحید کے مزید دلائل دے کر بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی انسانوں کا ﴿ رب ﴾ ہے۔

﴿ اللّٰہ ﴾ اور ﴿ من دونِ اللّٰہ ﴾ کے درمیان موازنہ کر کے پوچھا گیا کہ کیا کوئی شریک، کوئی چیز پیدا کر سکتا ہے؟

قرآن کسی مخلوق کی گھڑی ہوئی کتاب نہیں ہے، بلکہ رب العالمین کا کلام ہے۔ مشرکین کو چیلنج کیا گیا کہ اس طرح کی ایک سورت ہی لا کر دکھائیں۔ رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ آپ ان اندھوں اور بہروں میں بہترین طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ منکرینِ آخرت کو ڈرایا گیا کہ ایک نہ ایک دن انہیں اللہ کے حضور پیش ہونا ہے، وہ خسارے میں رہیں گے۔

4- آیات 47 تا 58 : چوتھے پیراگراف میں، منکرینِ رسالت اور منکرینِ قیامت سے مجادلہ اور قرآن کا تعارف ہے کہ یہ ایمان لانے والوں کے شفا، ہدایت اور رحمت بن جاتا ہے۔

اس حصے میں بتایا گیا ہے کہ رسول کی آمد کے بعد قوموں کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس پر کافروں نے سوال کیا کہ یہ وقت کب آئے گا؟ اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے کہلوایا کہ وہ نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے اور کسی کمی بیشی کے بغیر ﴿ مجرمین ﴾ کو وقتِ مقررہ پر ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

قیامت کا اثبات کیا گیا کہ اُس دن لوگ زمین کی ساری دولت فدیے میں دے کر چھوٹنا چاہیں گے، لیکن عدل وانصاف کے ساتھ ظلم کے بغیر فیصلے کیے جائیں گے۔

ساری دنیا کے انسانوں سے خطاب کر کے کہا گیا کہ تمہارے رب کی طرف سے (قرآن کی صورت میں) نصیحت آچکی ہے، جو سینوں کے لیے شفا اور مؤمنین کے لیے ہدایت ورحمت ہے۔ مسلمانوں کو اس نعمت پر خوشیاں منانا چاہیے۔

5- آیات 59 تا 70 : پانچویں پیراگراف میں، قریش کے مشرکانہ عقائد اور خودساختہ حلال وحرام کے قوانین پر مجادلہ کیا گیا ہے

مشرکین کو ان کے خودساختہ حلال وحرام پر ٹوکا گیا کہ یہ اللہ پر جھوٹ اور افتراء ہے۔

﴿ قُل اَرَءَیتُم مَّا اَنزَلَ اللّٰہُ لَکُم مِّن رِّزقٍ فَجَعَلتُم مِّنہُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ، قُل آٰللّٰہُ اَذِنَ لَکُم اَم عَلَی اللّٰہِ تَفتَرُونَ ؟ ﴾ (آیت:59)۔

اللہ کے نیک بندے اور اس کے دوست ﴿ اَولیاءُ اللّٰہ ﴾ ایمان لا کر تقویٰ کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی گئی کہ وہ کافروں کی باتوں پر افسردہ نہ ہوں۔ مشرکین محض گمان کی بنیاد پر ایک عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس عظیم لازوال اختیارات ہیں، اسے کسی اولاد کی ضرورت نہیں۔

اللہ پر جھوٹ باندھنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

6- آیات 71 تا 93 : چھٹے پیراگراف میں، قریش کے لیڈروں کو، قومِ نوحؑ اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔

حضرت نوحؑ کی دعوت وتبلیغ کافرین کے لیے بہت ناگوار تھی۔ انہوں نے ان کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق کر کے کشتی والوں کو بچالیا اور دوسری قوموں کو ان کی جگہ جانشین بنادیا۔

ان کے بعد حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا، فرعون اور اس کے کمانڈروں نے ﴿ استکبار ﴾ سے کام لیا۔ وہ ﴿ مجرم ﴾ تھے۔ انہوں نے حق کو جادو قرار دیا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارونؑ زمین پر اپنی بڑائی ﴿الکبریاء فی الارض ﴾ چاہتے ہیں۔

فرعون اور اس کے فوجی کمانڈروں کی حکومت، دہشت گردی کی بنیاد پر قائم تھی، چنانچہ خوف کے مارے سوائے چند نوجوانوں کے کوئی ایمان نہ لایا۔ وہ ﴿ مفسد ﴾ بھی تھے اور ﴿ مجرم ﴾ بھی۔ ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اللہ کا ﴿ توکل ﴾ اختیار کریں۔ دونوں بھائیوں کو حکم دیا گیا کہ وہاں مصر میں کوئی مسجد بنالیں اور نماز ادا کریں۔

حضرت موسیٰؑ کی دعوت کو فرعون اور اس کے ساتھیوں نے مسترد کر دیا، اس وقت حضرت موسیٰؑ نے بددعا کی:

﴿ رَبَّنَا اطْمِسْ علی اَموالِهِم وَاشْدُدْ علی قُلُوبِهِم ﴾۔ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کی بددعائیں قبول ہوئیں فرعون اور اس کے فوجی لشکر غرق ہوئے جو بغاوت ﴿ بغی ﴾ اور دشمنی ﴿ عدو ﴾ کے جرم کے مرتکب تھے۔ ڈوبنے کے بعد فرعون ایمان لایا۔ لیکن عذاب آنے کے بعد توبہ قبول نہیں کی جاتی۔ (یہ ایک استثناء تھا کہ عذاب آنے کے بعد بھی قومِ یونس کی دعا قبول کی گئی)۔

<u>قرآن کا معجزہ:</u> قرآن کا یہ بھی ایک بڑا زندہ معجزہ ہے کہ فرعون کی لاش تقریباً 4,300 سال گذر جانے کے باوجود 1,300 قبل مسیح سے آج تک محفوظ ہے۔

7- آیات 94 تا 103 : ساتویں پیراگراف میں، بتایا گیا کہ قرآن شک سے پاک ہے۔ لوگوں کو توحید کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

رسول اللہ ﷺ کو ہدایات دی گئیں کہ وہ لوگوں کو ایمان کے لیے مجبور نہیں کر سکتے۔ اللہ نے انسانوں کو خیر وشر کی آزادی عطا کی ہے۔ مشرکین کو تاریخ کے ﴿ ایّـام ﴾ سے ڈرایا گیا کہ وہ بھی ہلاک کیے جاسکتے ہیں اور اہلِ ایمان کو تسلی دی گئی کہ رسولوں کو اور رسولوں پر ایمان لانے والوں کو ہلاکت سے بچانا، اللہ کی ذمہ داری ہے۔

8- آیات 104 تا 109: آٹھویں اور آخری پیراگراف میں، قرآن پر ایمان لانے، اُس کی پیروی کرنے اور صبرو استقامت کا مظاہرہ کرنے کی ہدایات دی گئیں۔

انسانوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ یکسو ہو کر صرف ایک اللہ کی خالص عبادت کریں، جو نفع بھی پہنچاتا ہے اور نقصان بھی اور جو موت بھی دیتا ہے۔ ان ہستیوں کو پکارنے اور دعا کرنے سے روکا گیا، جو نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتیں۔ آخر میں دعوت دی گئی کہ اللہ کی طرف سے قرآن لے کر رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں، اب انہیں اس دعوت کو قبول کر لینا چاہیے، ورنہ گمراہی کے وہ خود ذمہ دار ہوں گے۔ اب لوگوں کو آزادی حاصل ہے کہ وہ چاہیں تو قبول کرلیں، یا مسترد کردیں۔

﴿ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِىْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ﴾ (آیت:108)۔

رسول اللہ ﷺ کو، نازل کردہ وحی کی پیروی کرنے اور اللہ کے فیصلے تک صبرو استقامت کا مظاہرہ کرنے کی تلقین کی گئی۔

قرآنِ مجید کے محکم دلائل کی روشنی میں، توحید، رسالت اور آخرت کے منکر، مشرکینِ مکہ پر اتمامِ حجت کی گئی۔ اعتراضات کے جوابات دیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ اور قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔